محترم ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب۔ لاہور

مسلمانوں کا معاشرہ مغربیت کی زد میں

ٹیلی ویژن کی ہلاکت آفرینی اور علماء کیلئے لمحۂ فکریہ

الحق کا "تبلیغی فیصلہ" نمبر ملا۔ آپ نے اس سلسلے میں آراء کا عمدہ مجموعہ فراہم کر لیا ہے۔ امید ہے کام آئے گا۔ اور آگے چل کر دینی مقاصد کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ جزاکم اللہ۔

آج میں بذریعہ ہذا آپ کو ——— بلکہ بالفاظ صحیح ——— قبلہ حضرت مولانا عبدالحق کو ایک امر دیگر کیطرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو اتفاق ہوگا کہ مسلمانان پاکستان کو دنیوی لحاظ سے جتنی بھی کامیابیاں ہوں "ھذا المراد" ہونے کے باوجود دینی لحاظ سے اس وقت تک بیکار و بے نتیجہ رہیں گی جب تک اس ملک کی عام فضا دینی یعنی اسلامی نہ ہوگی۔

اس فضا کا انحصار دو باتوں پر ہے اول یہ کہ مسلمانوں کی معاشرت کو اس مغربیت سے بچایا جائے۔ جو پہلے نام نہاد ادب اور پھر فلم کے ذریعے پھیلی، مگر یہ مصیبت اب اس قلعے کے اندر پہنچ گئی ہے جسے ہم گھر کہتے ہیں۔

دوسری بات اسلامی قوانین کا نفاذ ہے۔ میں اس وقت معاشرتی مسئلے کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو حملے کی صورت میں اس وقت نمودار ہے۔ یہ نیا حملہ ٹیلی ویژن کے ذریعے بڑے زور سے ہوا ہے۔ بعض علماء کا یہ خیال کہ ہم خود چونکہ فلم دیکھتے ہیں نہ ٹیلی ویژن، لہذا ہمیں اس سے سروکار نہیں۔ اس لئے کافی نہیں کہ وہ دیکھیں یا نہ دیکھیں قوم کا ایک بڑا حصہ دیکھنے لگا ہے۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ کل علماء کی اولادیں بھی اس میں مبتلا نہ ہو جائیں گی۔ شاید یہ بات علماء کی زبان پر اس لئے آتی ہے۔ کہ وہ خود نہیں دیکھتے اس لئے وہ اس کی زہرناکی سے آگاہ نہیں، ورنہ اس زہر کو معمولی نہ سمجھتے۔

کہنا میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی جماعت تیار کی جائے جو معاشرتی مسئلے کی ذمہ داری اٹھائے اگر مساجد سے منسلک علماء اپنے حلقہ اثر میں عوام الناس کو اس بے حیائی کیطرف متوجہ کریں جو ٹیلی ویژن کے اشتہارات میں ہوتی ہے تو عام لوگ منظم ہو کر آواز بلند کر سکتے ہیں۔ تعلیم یافتہ طبقے سے امید نہ رکھئے کہ ان میں سے ہر ایک کا (سمیت میرے) مزاج مغربی ہے۔ ہم لوگ اب پابہ زنجیر ہیں بہرحال مسئلہ سوچنے کا ہے۔ اور علماء کے سوچنے کا ہے کہ وہ قدرے آزاد ہیں۔

٭ ٭ ٭